محمد طیب عاطر

تاریخ کا دلچسپ ورق

اذان دے دوں گا

تاریخ اسلام کے اوراق قانون کی اہمیت و بالادستی، داد رسی اور قانون پر عمل درآمد اور عدل و انصاف کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ چنانچہ اس کا سب سے پہلا اعلان خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر اپنے پہلے خطبہ میں یوں فرمایا:۔

"تمہارا ضعیف فرد بھی میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں دوسروں سے اس کا حق اس کو نہ دلاؤں، اور تمہارا قوی شخص بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ حاصل کر لوں"

خلیفہ المعتضد (۲۸۹ھ) کے عہد میں پیش آنے والا عدل و انصاف اور داد رسی کا یہ واقعہ عبرت انگیز بھی ہے اور حکمرانوں کے لیے قابل تقلید بھی۔ کفر و ظلم کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی جانب اشارہ کرتا ہے۔ متذکرہ عہد کا ایک تاجر اپنا ایک واقعہ قاضی ابو الحسن محمد بن عبدالواحد الہاشمی سے بیان کرتا ہے اور خلیفہ المعتضد کی انصاف پسندی کو حکمرانوں کے لیے مشعل راہ قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عہد المعتضد کے کسی بڑے حاکم اور با اختیار شخص کے پاس میرا بہت بڑا سرمایہ تھا۔ جو میں نے اسے قابل اعتماد سمجھ کر دے رکھا تھا لیکن جب مجھے ضرورت پیش آئی اور میں نے اپنا مال اس سے مانگا تو اس نے ٹال مٹول سے کام لینا شروع کیا بلکہ مجھے مختلف طریقوں سے باز رکھنے کی کوششیں کیں، یہاں تک کہ اس کے آدمیوں نے مجھے تنگ کرنا شروع کیا تاکہ میں اپنے مال سے دستبردار ہو جاؤں۔ بالآخر میں نے تھک ہار کر اس کے خیال کو دل سے نکالنے کا سوچ لیا لیکن اتنا مال چھوڑنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ میں اسی ادھیڑ بن میں چلا جا رہا تھا کہ ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی۔ اس سے اپنا واقعہ بیان کیا تو اس نے چھوٹتے ہی کہا کہ کیا تم اس درزی کے پاس گئے ہو جو ایک مسجد میں نماز بھی پڑھاتا ہے۔ تم اس سے ضرور ملو وہ تمہارا مسئلہ حل کر دیگا۔ میں دل میں سوچ رہا تھا کہ جب اتنے بڑے بڑے لوگوں کی بات سے کچھ نہ ہوا تو ایک معمولی درزی کیا کریگا۔ بادل نخواستہ اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا کہ آؤ میرے ساتھ۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا اور جب اس نے اس حاکم

کے گھر جاکر اسے آواز دی تو وہ ظالم گھبرا کر باہر آیا اور اس درزی کو دیکھتے ہی منت و سماجت کرنے لگا اور بغیر کسی رد و قدح کے اس تاجر کا سارا مال لاکر اس کے سامنے رکھ دیا حالانکہ نہ اس درزی نے اور نہ میں نے مال کے بابت کوئی بات کی تھی۔

میں خوش خوش اپنا مال لے کر اس درزی کے ساتھ واپس ہوا لیکن اب میرے دل میں عجیب عجیب خیالات آرہے تھے کہ یہ سب کیونکر ہوا اور یہ کہ اس شخص میں کون سی ایسی طاقت ہے کہ وہ خود سر و مغرور حاکم بلی کی طرح دم ہلاتا اس کے آگے کھڑا ہوا۔ میں نے اس درزی کا شکریہ تو متعدد بار ادا کر دیا لیکن اس کی اصلیت جاننے کے لیے اس سے بالآخر سوال کر ہی دیا کہ بھائی تم نے آخر کیا کیا کہ وہ بالکل ہی پست ہو گیا اور ہمارا بگڑا کام پلک جھپکتے ہی بن گیا۔

میرے بے حد اصرار پر اس نے اپنا واقعہ سنایا جو کچھ اس طرح تھا۔ اس نے کہا کہ میں اپنے گھر سے جا رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک بہت ہی حسین اور جوان عورت ایک حمام سے نکل کر آرہی تھی اور اس نے نہایت دیدہ زیب اور قیمتی کپڑے پہن رکھے تھے۔ اس دوران میرا پڑوسی جو ایک ترکی حاکم تھا اور جو بڑے اختیارات کا مالک تھا نشہ میں مدہوش آیا اور اس عورت سے چمٹ گیا اور اسے زبردستی اپنے گھر کے اندر لانے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ ایک شریف عورت تھی اور انکار پہ انکار کیے جا رہی تھی اور بلند آواز سے کہہ رہی تھی کہ بھائیو! میرا شوہر موجود ہے اور یہ ظالم حاکم مجھے بری نیت سے اپنے گھر کے اندر لے جانا چاہتا ہے۔ مجھے بچاؤ کیونکہ میرے شوہر نے قسم کھا رکھی ہے کہ اگر میں نے اس کے گھر کے علاوہ کہیں اور رات گذاروں تو مجھے طلاق ہو جائے گی۔ اس شخص نے کہا کہ مجھ سے اس کی بے بسی دیکھی نہ گئی میں اس کے پاس گیا اور غیرت دلائی لیکن وہ باز آیا بلکہ مجھے لوہے کے ڈنڈے سے مارا لہٰذا میرا سر پھٹ گیا میں بڑی تگ و دو کرتا رہا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا یہاں تک کہ وہ ظالم اس شریف عورت پہ قابو پاکر اپنے گھر کے اندر لے گیا۔ میں تھک ہار کر واپس ہوا۔ اپنا زخم صاف کیا اور بڑی مشکلوں سے عشاء کی نماز پڑھائی پھر اپنے مقتدیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائیو میرے ساتھ جو کچھ ہوا اور اس عورت کے ساتھ جو ہوا اس سے تم سب اچھی طرح باخبر ہو۔ ہمارا یہ دینی فرض ہے کہ ہم سب اس ظالم شخص کے پاس جائیں اور کسی طرح سے اس مظلوم عورت کو اس کے پنجے سے نجات دلائیں۔ سب نمازی تیار ہو کر گئے۔ لیکن اسی حاکم کے نوکروں نے ہمیں مار مار کر بھاگنے پر مجبور کر دیا اور خاص طور پر مجھے تاک تاک کر اس ظالم شخص نے تشدد کا نشانہ بنایا۔ ہم لوگ پٹ پٹا کر اپنے گھروں کو واپس آگئے لیکن اب میری نیند اڑ چکی تھی اور جیسے جیسے رات گزر رہی تھی میری پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ میں اس فکر میں تھا کہ کسی نہ طرح اس عورت کو رات ہی کے دوران اس کے گھر جانے کے اسباب پیدا کر دوں تاکہ وہ طلاق جیسی چیز سے بچ جائے۔

ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں کیوں نہ اسی وقت اٹھ کر صبح کی اذان دے دوں تاکہ وہ شخص یہ سمجھ کر گھر سے نکل جائے کہ صبح ہو گئی ہے اور اس عورت کو بھی اپنے گھر سے نکال دے اور اس طرح

رات ہی کو وہ اپنے شوہر کے گھر پہنچ جاتے اور طلاق واقع نہ ہو ۔ اس خیال سے میں مینار پر چڑھ گیا اور اذان دے دی۔ اذان دیکر میں اس دروازے کی جانب دیکھنے لگا کہ عورت نکلی یا نہیں لیکن عورت تو نہ نکلی بلکہ بہت سے پیادے اور سوار سپاہی راستوں پر نکل آئے اور میری ہی جانب آنے لگے جب وہ میرے قریب آئے تو مجھ سے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے بے وقت صبح کی اذان دی ہے ۔ میں نے اس خیال سے کہ شاید انہیں کے ذریعہ میں اس عورت کی کچھ مدد کرسکوں بول پڑا کہ میں نے اذان دی ہے ۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کو امیرالمومنین بلا رہے ہیں ۔ چلئے میرے ساتھ، یہ سن کر میں بڑا پریشان ہوا اور سوچتا رہا کہ اس عورت کی کچھ مدد تو نہ کرسکا اور اب خود بھی مصیبت میں گرفتار ہو رہا ہوں :-

جب دربار میں پہنچا تو خلیفہ کو اپنا منتظر پایا ۔ یہ دیکھ کر میرے اوسان خطا ہو گئے اور خیال آیا کہ اب خیر نہیں ہے خلیفہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے بے وقت اذان کیوں دی نہ جانے کتنے روزہ داروں اور نمازیوں کو تکلیف ہوئی ہوگی ۔ سچ سچ بتاؤ یہ ماجرا کیا ہے ۔ اس پر میں نے امیرالمومنین سے کہا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو واقعہ بیان کروں امیرالمومنین نے مجھے قریب بلایا اور تسلی دی پھر فرمایا تم بلا خوف وخطر سارا واقعہ بتاؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا ۔

امیر نے جب یقین دہانی کرائی تب میں نے پوری داستان من وعن ان کے سامنے دہرا دی ۔ یہ سن کر خلیفہ بڑے خفا ہوئے اور سپاہیوں سے کہا کہ تم لوگ ابھی جاؤ اور اس بدبخت کو جس حالت میں بھی ہو میرے سامنے پیش کرو اور ساتھ ہی اس عورت کو بھی لیتے آنا ۔ سپاہی تعمیل حکم کے لیے فوراً روانہ ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس حاکم اور عورت دونوں کو ان کے روبرو پیش کر دیا خلیفہ نے عورت کو تو عزت کے ساتھ اپنے معتمد عورتوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے اس کے گھر چھوڑ آؤ اور میری طرف سے اس کے شوہر کو کہنا کہ یہ مجبور تھی اور یہ کہ اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے ۔ پھر اس حاکم کی جانب متوجہ ہوا اور اس سے پوچھا کہ تم نے ایسی حرکت کیوں کی اور اتنے بڑے جرم کی ہمت تمہیں کیونکر ہوئی ۔ کیا تمہارے پاس تمہاری بیوی اور باندیاں نہیں ہیں ۔ اس پر اس نے تمام تفصیل بتائی کہ اس کی اتنی بیوی اور اتنی باندیاں ہیں ۔ یہ سن کر خلیفہ نے غصہ سے کہا کہ ان سب کے باوجود تم نے حدود اللہ کو توڑا اور خدا کا ذرا خوف نہ کیا یہ کہہ کر انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں زنجیروں میں بندھوا دیئے اور اوپر سے پورے جسم پر کپڑا لپیٹا کر لوہے کے ڈنڈوں سے خوب پٹوایا ۔ یہاں تک کہ میں خود بھی خوف زدہ ہو کر کانپنے لگا اور بالآخر اس ظالم اور زانی امیر کو دریائے دجلہ میں ڈلوا دیا اور اس طرح امیرالمومنین نے قانون اور انصاف کے پرچم کو بلند کر دیا ۔

اس کے بعد خلیفہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم بلا خوف اسی طرح غلط حرکتوں کی نشاندہی کرتے رہو خواہ اس کے مرتکب سرکاری حکام یا پولیس کے سپاہی یا بڑے سے بڑا افسر ہی کیوں نہ ہو ۔ تمہیں جب بھی کہیں ظلم اور بے انصافی نظر آئے فوری طور پر مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرو اور اگر میں کسی وجہ سے فوری طور پر نہ مل سکوں

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)